عمران سیریز

مشن زاویانہ



عمران سیریز

مشن زاویانہ

نورین خان

عمران سیریز ناول مشن زاویانہ
ازقلم ۔نورین خان پشاور

رات کے ایک بجے کا وقت تھا۔

لاہور کے پوش علاقے میں کوٹھی نمبر ۴۷ کی روشنیاں معمول سے زیادہ جگمگا رہی تھیں،

جیسے وہاں کوئی خفیہ بین الاقوامی معاہدہ نہیں بلکہ کوئی شادی ہو رہی ہو۔

اندر سے ہنسی، قہقہے اور پلیٹوں کی ٹن ٹن صاف سنائی دے رہی تھی۔

باورچی خانے میں سلیمان ہاتھ میں کڑچھا لیے کسی بحرانی کیفیت میں مبتلا نظر آ رہا تھا۔

چکن قورمہ تو ایسا لگ رہا ہے جیسے بدمزاج جرنیل کا لیکچر ہو! اُس نے قورمے کو گھورتے ہوئے کہا۔

تبھی دروازہ کھلا اور عمران اپنی مخصوص مستانہ چال میں اندر داخل ہوا۔

کیا ہو رہا ہے جناب۔۔۔۔؟

سلام ہوا ے پاکشیا کے بیکری ماسٹر شیف! اب کیا قوم کو بیہوش کرنے والی کوئی نئی ڈش تیار کر رہے ہو؟

سلیمان نے پلٹ کر عمران کو دیکھا۔صاحب، یہ چکن قورمہ ہے، دہشت گردی نہیں!

آج آپ یہی کھائے گے بس۔

ایک ہی بات ہے میرے عزیز! دونوں کی بو سے دماغ کا توازن بگڑ جاتا ہے!

سلیمان کچھ کہنے ہی والا تھا کہ عمران نے اچانک آواز بدلی اور گہری سنجیدگی سے پوچھا:

سلیمان، کیا تم نے میری نیند کی گولیاں دیکھی ہیں؟

نیند کی گولیاں؟

کیوں صاحب آپکو یاد نہیں؟

آپ نے تو کل رات انہیں پانی میں ڈال کر گملوں کو پلا یا تھا۔

ہاں......پچھلی رات گملے کچھ زیادہ ہی جاگ رہے تھے۔سوچا، ذرا سلا دوں!

اسی وقت بیل بجی۔

عمران نے دروازہ کھولا تو سامنے کیپٹن صفدر کھڑا تھا۔

خاصے ناراض انداز میں لگ رہا تھا۔

کہاں غائب ہو عمران؟

تمہاری وجہ سے ایک اہم میٹنگ رُکی ہوئی ہے۔

سپرنٹنڈنٹ فیاض تمہیں کچا چبا جائیں گے!

عمران نے قہقہہ لگایا۔کچا چبانا؟

فیاض صاحب کو کبھی میرا قورمہ کھلاؤ،

وہ پھر کچّا کیا، پکّا بھی چبانا چھوڑ دیں گے!

سوپر فیاض کی یہ پرانی عادت ہے تم فکر مت کرو۔
صفدر نے دانت پیسے، جلدی آؤ،
وزیراعظم تم سے ملاقات کے لیے منتظر ہیں!
کیا کہا؟ وزیراعظم۔۔۔۔؟
مگر مجھ جیسے ناچیز، عاجز اور مفلس بندے سے بھلا وزیراعظم کا کام؟
بس جلدی چلو عمران زیادہ باتیں مت کرو۔
اچھا اچھا چلتے ہیں۔

---**

آدھے گھنٹے بعد، وزیراعظم ہاؤس: کے کمرے میں عمران داخل ہوا تو سر سلطان، کیپٹن شکیل، اور خود وزیراعظم موجود تھے۔
فیاض پہلے سے ناراض بیٹھا تھا۔
مسٹر عمران! فیاض کی آواز میں وہی پرانی جھنجھلاہٹ تھی۔
یہ کیا تماشہ ہے؟
ہم ایک بین الاقوامی بحران پر بات کر رہے ہیں،
اور تم... تم گملوں کو نیند کی گولیاں دے رہے ہو!
اوہ فیاض صاحب، آپ کو کیسے پتا چلا؟
عمران نے چونک کر کہا۔
کہیں آپ بھی گملہ تو نہیں بن گئے؟
وزیراعظم کھانسی روکنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے مسکرا دیے۔
عمران، ہم پر ایک بار پھر زاویانہ کا خطرہ منڈلا رہا ہے۔
ان کے نئے ایجنٹس نے شمالی علاقہ جات میں خفیہ نقل و حرکت شروع کر دی ہے۔
ہمیں تمہاری فوری مدد درکار ہے۔
وہ تو ٹھیک ہے بتائے میں حاضر ہوں۔
عمران نے بیٹھتے ہوئے کہا، زاویانہ... اُف! یہ ملک بھی تو سمجھو،
جاسوسوں کا ہوم ڈیلیوری سینٹر ہے!
بالکل اران کیطرح یہ ملک بھی موساد کی ایجنٹوں
کا گھر بن چکا ہے۔
سر سلطان نے ایک فائل عمران کے سامنے رکھی۔
یہ ایجنٹ... کوڈ نیم: لاسٹ ایکس۔

یہ اُلو کا پٹھا... لاہور میں موجود ہے۔
ہمیں شبہ ہے کہ وہ کسی بڑے تخریبی منصوبے میں مصروف ہوگا۔
عمران نے فائل اٹھائی، سرسری نظر ڈالی،
پھر سیٹی بجائی۔
اس کا چہرہ تو بالکل میرے کزن مٹھو جیسا ہے جو شادی میں تین بار بھاگا تھا،
اور تینوں بار غلط دلہن کے ساتھ!
یہ وقت مذاق کا نہیں! فیاض غصے سے گرجے۔
اوہ سوری! عمران نے سنجیدہ ہونے کی ایکٹنگ کی۔
میں تو سمجھا یہ سب مذاق ہی ہے،
کیونکہ فیاض صاحب کی پیشانی پر پریشانی کی روشنی پڑ رہی ہے۔
یہ پریشانی کی روشنی کیا ہوتی ہے؟
وزیر اعظم نے پوچھا؟
سر رہنے دیں یہ عمران کی عادت ہے سر سلطان نے ادب سے جواب دیا۔
وزیر اعظم نے رُک کر کہا: ہم چاہتے ہیں کہ تم اسے ٹریس کرو۔
ہوسکتا ہے وہ کسی وزیر کے بھیس میں ہو...
یا کسی شیف کے روپ میں۔
عمران نے یکدم چونک کر کہا: شیف؟
کہیں وہ سلیمان تو نہیں؟
اُف خدایا! کیا میں روز دشمن کے ہاتھ کا ناشتہ کھا تا رہا ہوں؟
سلیمان، جو باہر چائے کے کپ لے کر کھڑا تھا،
کپ گرا بیٹھا۔
میں... میں؟ دشمن؟ نہیں صاحب، میں تو مرغی کے بھی پر نکالنے سے ڈرتا ہوں،
دشمنی کہاں سے کروں گا؟
عمران نے گہری نظر سے اسے دیکھا۔
ہم دیکھیں گے، سلیمان...
رات کی روٹی کے ساتھ تمہارا Lie Detector بھی لگے گا!
اور ٹسٹ بھی ہوگا۔
سلیمان مسکرانے لگا۔

اُسی رات عمران نے اپنا بھیس بدلا۔
بڑی بڑی مونچھیں، ہاتھ میں بانسری، اور کاندھے پر طوطا۔

لاہور کے لکشمی چوک میں،
ایک خفیہ ٹی اسٹال پر پہنچا جہاں خفیہ ایجنٹوں کا آنا جانا رہتا تھا۔
بھیا، دو چائے۔ ایک میرے لیے،
ایک میرے طوطے کے لیے!
دکاندار نے حیران ہو کر کہا، طوطا چائے پیتا ہے؟
ہاں، اور دشمن کی باتیں بھی اُگلتا ہے!
اسکا کیا مطلب بھلا؟
اسکا مطلب ہے کہ دشمن سے راز کی باتیں اگلواتا ہے۔
اتنے میں ایک مشتبہ شخص آیا،
کالر اُٹھائے، نظریں چراتے ہوئے۔
عمران نے بانسری بجائی،
طوطے نے اونچی آواز میں کہا:
زاویانہ کا ایجنٹ ہے یہ بندہ! پکڑ لو اسے!
ارے یہ طوطا تو بولتا بھی ہے۔
وہ آدمی حیران ہوا۔
اور لمحوں میں عمران نے اسے دبوچ لیا۔
وہ آدمی بھاگنے لگا۔
ارے بھاگتے کہاں ہو پیارے؟
عمران نے اسے گردن سے دبوچ لیا تھا۔

بارش زوروں پر تھی۔
لاہور کی سڑکیں جیسے اچانک جاگ گئی ہوں۔
بادل ایسے گرج رہے تھے،
جیسے آسمان پر بھی کوئی زاویانہ ایجنٹ پکڑا گیا ہو!
کوٹھی نمبر ۴۷ کے باہر کی گلی میں پانی کی روانی ایسی تھی،
جیسے نالے میں خفیہ پیغامات بہہ رہے ہوں۔
اندر، عمران گملوں سے خطاب کر رہا تھا:
محترم پودوں! آج کی بارش تمہیں صرف نمی نہیں دے گی،
بلکہ شاید ایک راز بھی۔
ہاں، ہوشیار رہنا، دشمن ہو سکتا ہے تمہارے درمیان ہو!

سلیمان خالی کپ ہاتھ میں لیے داخل ہوا،
صاحب، چائے لے آؤں؟
یا آج پودوں کو بھی پلا دوں؟
عمران نے کہا، آج اگر چائے میں میری نیند کی
گولیاں پڑی ہوئیں،
تو سمجھ جانا تم واقعی زاویانہ کے ایجنٹ ہو!
سلیمان نے کپ واپس رکھ دیا۔
عین اسی وقت، فون کی گھنٹی بجی۔

ٹرن ٹرن......ٹرن ٹرن......

عمران نے فون اٹھایا۔
ہیلو؟ یہاں کوٹھی نمبر ۴۷ ہے،
اور آپ عمران سے مخاطب ہیں،
جو وقتاً فوقتاً دشمن کی نیند اُڑاتا ہے!
دوسری طرف سے گمبھیر آواز آئی:
کوڈ ریڈ، مسٹر عمران۔
زاویانہ نے منصوبہ نمبر ۱۹-زیڈ فعال کر دیا ہے۔ ہدف: وزیرِاعظم کی غیر ملکی دورے سے واپسی پر حملہ۔
جلدی کرو!
مگر تم ہو کون جناب؟
عمران کی آنکھوں میں چمک آئی۔
اوہ.....نمبر ۱۹-زیڈ؟
یہی تو میرے پزل باکس کا خفیہ خانہ ہے۔
دوسری جانب سے کوئی جواب نہ ملا۔
فون بند ہوا۔ عمران سیدھا بیٹھا، پھر اٹھا۔
سلیمان! میری بلیزر نکالو۔
اور وہ جوتے جن میں خفیہ چاقو لگا ہے۔
صاحب، وہ تو میں نے نکال کر پالش پر بھیجے تھے۔
اف خدایا! اب مجھے صاف ستھرا دشمن مارنا پڑے گا!

بارش تھم نہیں رہی تھی۔
عمران نے گاڑی نکالی،
جو بظاہر ایک پرانی ڈاٹسن تھی،
مگر اندر سے ایسی لیس تھی کہ دشمن ملک کے صدر کے واش روم سے بھی زیادہ خفیہ آلات اس میں تھے۔
سیٹ پر بیٹھتے ہی عمران نے ہلکی سی آواز میں کہا:
گاڑی اسٹارٹ، اور جاسوس موڈ آف آن۔
گاڑی خود بخود اسٹارٹ ہو گئی۔
اس کی اسکرین پر ایک نقشہ روشن ہوا،
اور سرخ نشان وزیراعظم کے ہوائی اڈے پر اترنے کے مقام پر چمکنے لگا۔

ہوائی اڈے کے قریبی علاقے میں کیپٹن صفدر اور کیپٹن شکیل پہلے سے موجود تھے۔
صفدر نے ریڈیو پر کہا: عمران کہاں ہے؟
اُس کی موجودگی ہمیشہ یا خطرہ بڑھاتی ہے یا قہقہے!
عین اسی وقت عمران نمودار ہوا،
بارش میں بھیگا، ہاتھ میں کالے چھتری،
جو قریب سے دیکھنے پر پستول میں بدل سکتی تھی۔
حاضر ہوں، جملہ کشی کے ساتھ! عمران بولا۔
شکیل بولا، ہمیں اطلاع ملی ہے کہ ایک سفید رنگ کی وین،
جس پر لکھا ہے 'فری سروس ※......
اس میں زاویانہ کا ایجنٹ چھپا ہوا ہے۔
عمران نے مسکرا کر کہا:
واہ، کیا کور ہے! فری سروس زردہ؟
اب دشمن ہمیں میٹھے سے مارے گا!

عین اسی لمحے، وین تیزی سے ان کے قریب سے گزری۔
عمران نے چھتری کھولی۔

چھتری سے ایک چھوٹا ڈرون نکلا اور وین کے پیچھے اڑ گیا۔

چند لمحوں بعد ڈرون کیمرے سے عمران کی گھڑی پر لائیو ویڈیو آنے لگی۔

اوہ اوہ... یہ تو سر سلطان کے ڈرائیور کے جیسا لگتا ہے...

مگر سر سلطان تو آج اسلام آباد میں ہیں...

عمران نے جلدی سے گاڑی کا رخ موڑا۔

صفدر اور شکیل اس کے پیچھے لگ گئے۔

وین ایک خالی گودام میں داخل ہوئی۔

عمران اور ساتھیوں نے دھیرے سے اسے گھیر لیا۔

گودام کے اندر داخل ہوتے ہی،

ایک موٹا سا آدمی ہاتھ میں مائیک پکڑے کھڑا تھا، جس کے پیچھے ایک جلی کٹی تختی لگی تھی:

Welcome to زاویانہ کے ایجنٹوں کی سالانہ بیٹھک!

عمران نے قہقہہ مارا، اوہ بھئی! ہم بھی پہنچ گئے۔ بس چائے پلاؤ، پھر گرفتاری کرواتے ہیں۔

سب نے چونک کر عمران کی طرف دیکھا،

اور اگلے لمحے فائرنگ شروع ہو گئی!

پھڑاک! تھڑاک! دھاڑم!

عمران نے میز الٹائی، اس کے نیچے چھپا،

اور صفدر کو ریڈیو پر کہا:

صفدر! قریبی چاٹ والے کو بولو،

بم کے بدلے دہی بھلے دے دے۔

کم از کم کچھ ہاضم تو ہوگا!

شکیل نے بم گرا کر مزاحمت ختم کی۔

کئی ایجنٹ گرفتار، کچھ زخمی۔ اور عمران؟

عمران نے گودام کی ایک کرسی پر بیٹھ کر کہا:

ہاہاہا......زاویانہ کا سالانہ اجلاس،

اب لاہور کی سنٹرل جیل میں ہوگا!

کوٹھی نمبر ۴۷ کی فضا پچھلی رات کی فائرنگ اور گرفتار شدہ ایجنٹوں کی خبروں سے خاصی سنجیدہ ہو چکی تھی۔
سلیمان سر پکڑے بیٹھا تھا،
اور عمران گملوں کے ساتھ باتیں کرنے کے بجائے اس بار ریڈیو پر کلاسیکی موسیقی سن رہا تھا۔
صاحب، یہ آج سنجیدگی کیوں؟
سلیمان نے پوچھا۔
عمران نے ایک گہری سانس لی۔
زاویانہ کی سازش کی خوشبو اب قورمے سے نہیں، بلکہ سیاست سے آ رہی ہے......
اتنے میں فون کی گھنٹی بجی۔

ٹرن ٹرن......ٹرن ٹرن......

عمران نے فون اٹھایا۔
ہیلو......اگر یہ کوئی غلط نمبر ہے تو فوراً سہی نمبر تلاش کریں،
میں مصروف ہوں، ٹیکسی ڈرائیور نہیں۔
دوسری طرف سے سر سلطان کی گھبرائی ہوئی آواز آئی:
عمران! مجھے ایک زہریلا تحفہ موصول ہوا ہے!
اس پر لکھا ہے: محبتوں کے ساتھ......زاویانہ!

عمران چونکا، پھر قہقہہ لگایا۔
سر، محبتوں کے ساتھ زہر بھیجا ہے؟
زاویانہ اب شاعری بھی کرنے لگا ہے!
یہ مذاق کا وقت نہیں! ڈبے میں ایک قیمتی قہوہ کا ڈبہ ہے، ساتھ میں ایک خط۔
مجھے شک ہے اس میں کچھ چھپا ہے۔
اوہ سر! اگر تحفے میں زہر چھپا ہو تو یہ قہوہ نہیں،
قہوہ خور کا تحفہ پہ ہو سکتا ہے!
عمران، سنجیدہ ہو جاؤ! فوراً آؤ!

عمران جب سر سلطان کے بنگلے پر پہنچا تو اندر ہلچل مچی ہوئی تھی۔
قہوہ کا ڈبہ میز پر رکھا تھا،

خوبصورت ربن اور سنہری پیکنگ کے ساتھ۔
یہ رہا وہ تحفہ۔ زاویانہ کے سفارت خانے سے بذریعہ کوریئر آیا ہے۔ سر سلطان نے کہا۔
عمران نے چشمہ نکالا، عینک کی شکل کا، جس میں خفیہ ایکسرے لینز تھے۔
قہوہ کے ڈبے کو غور سے دیکھا، پھر ہلکی سی ٹھنڈی سانس لی:
ہمم......ڈبے کے نیچے ایک باریک کیپسول نظر آ رہا ہے۔
غالباً زہریلی گیس خارج کرنے والا آلہ۔
صفدر اور شکیل، جو عمران کے پیچھے کھڑے تھے، فوراً ایک قدم پیچھے ہٹے۔
یہی ہوتا ہے سچ بولنے کا صلہ! عمران نے مسکرا کر کہا۔ خیر، اب اس تحفے کو تحفے سے کم اور تفتیشی موقع زیادہ سمجھو۔

عمران نے ڈبہ کھولا۔
اندر واقعی قہوہ کے دانے تھے......
اور نیچے ایک پلاسٹک کی تہہ کے نیچے چھوٹا سا خفیہ پرزہ۔
یہ کیا ہے؟ صفدر نے پوچھا۔
یہ، میرے دوست، زاویانہ کا سمیل بم ہے۔
کھلتے ہی ایک ایسی خوشبو پھیلاتا ہے،
جو انسان کو ۸ منٹ کے لیے نیم مردہ بنا دیتی ہے۔
خوشبو سے؟ شکیل نے حیرت سے پوچھا۔
جی ہاں، دشمن اب پستول سے نہیں،
پرفیوم سے مار رہا ہے! عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

تبھی ایک اور پیغام آیا۔
عمران کی گھڑی پر ایک کوڈ الرٹ روشن ہوا:
"زاویانہ کی جادوگرنی' ژالہ شاز' پاکشیا میں داخل ہو چکی ہے۔
مشن: سر سلطان کو اغوا کر کے سفارتی بحران پیدا کرنا۔
عمران نے چونک کر کہا:
اُف خدایا! اب جادوگرنی بھی آ گئی؟
دشمن کو فلموں سے بہت لگاؤ ہو گیا ہے!

سر سلطان کی سانس پھول گئے۔
تو کیا اب میں اغوا ہونے والا ہوں؟
عمران نے کہا، اگر آپ نے اپنی پرانی شاعری سنائی تو دشمن خود کو اغوا کروا لے گا!

اگلے دن، وزیر خارجہ کی پریس کانفرنس تھی۔ سیکورٹی سخت کر دی گئی تھی۔
عمران، کیپٹن صفدر اور شکیل چھپے ہوئے کیمرے، وائرلیس مائک،
اور سپرے ڈیٹیکٹرز کے ساتھ موجود تھے۔
سر سلطان نے مائک پر آ کر تقریر شروع کی۔
اچانک، ایک نوجوان حسینہ، لمبے بال، سنہری آنکھیں،
اور زہریلی مسکراہٹ کے ساتھ ہال میں داخل ہوئی۔
میں ہوں ژالہ شاز......زاویانہ کی سفارتکار۔
مجھے سر سلطان سے انفرادی گفتگو کرنی ہے۔
سب ہکا بکا رہ گئے۔
عمران نے فوراً چھوٹے ڈرون کو متحرک کیا۔
وہ چھت سے ژالہ شاز پر نظریں گاڑھ چکا تھا۔
عمران آہستہ سے آگے بڑھا اور بولا:
محترمہ ژالہ، یہاں انفرادی گفتگو صرف پولیس انکوائری روم میں ہوتی ہے!
ژالہ مسکرائی، مسٹر عمران، تمہارے دماغ سے خوشبو آ رہی ہے......
خطرناک دماغ کی!
اور تمہارے دماغ سے بدبو......
وہ بھی ناکام منصوبے کی!
عمران نے پلک جھپکائے بغیر جواب دیا۔
پھڑاک!
ژالہ نے اپنی انگوٹھی گھمائی۔
ایک نیلا سا دھواں نکلا اور پورا ہال مہکنے لگا۔
لوگ بے ہوش ہونے لگے۔
عمران نے فوراً اپنی گھڑی دبا کر ایک خفیہ کیپسول توڑا۔
دھواں کٹ سا گیا۔

ژالہ حیران۔

اوہ ژالہ شاز، تم نے خوشبو پھیلائی......

اور میں نے ہوا بدل دی!

اگلے لمحے، شکیل اور صفدر نے ژالہ کو دبوچ لیا۔

کچھ دیر بعد، وزیرِاعظم نے فون پر کہا:

شاندار کام، عمران! تم نے زاویانہ کی سازش ناکام بنائی۔

مگر سنو... اب اُنہوں نے ایک روبوٹ بھیجا ہے!

عمران نے آنکھیں بند کیں۔

ایک روبوٹ؟ تو اب ہمیں گملے نہیں، پرزے لگانے ہوں گے!

رات کے تین بجے کا وقت تھا۔

لاہور کی سڑکیں خالی،

لیکن فضا میں ایک عجیب سا دباؤ محسوس ہو رہا تھا۔

جیسے ہوا خود بھی کچھ چھپانا چاہ رہی ہو۔

کوٹھی نمبر ۴۷ میں عمران اپنے گملوں کے بیچ سر جھکائے بیٹھا تھا۔

تم میں سے کوئی روبوٹ تو نہیں؟

اُس نے گملوں سے پوچھا۔

سلیمان نے دروازے پر کھڑے ہو کر آہستہ سے کہا،

صاحب، روبوٹ تو نہیں،

لیکن میں نے ابھی فریج میں رکھا دہی ہلتا دیکھا ہے۔

عمران چونکا، اچھا؟ کیا وہ زاویانہ کا دہی ہے؟

یا خفیہ ایجنٹ کا چچا؟

اسی لمحے دروازہ زور سے بجا۔

دھڑ دھڑ دھڑ!

عمران نے آہستہ دروازہ کھولا۔

کیپٹن صفدر سانس پھولاتا اندر آیا۔

عمران! خبر ملی ہے......

زاویانہ کا روبوٹ ایجنٹ 'Z-34' لاہور پہنچ چکا ہے!
نام سن کر تو لگتا ہے جیسے کسی ٹوتھ پیسٹ کا ماڈل ہو۔ عمران مسکرایا۔
لیکن یہ روبوٹ کہاں ہے؟
سنا ہے وہ ایک لاری میں چھپ کر آیا ہے،
شکل انسانوں جیسی، مگر جسم فولادی۔
عمران نے آہستہ سے بانسری اٹھائی،
اس پر انگلیاں جمائیں۔
تو فولاد سے کھیلنے کا وقت آ گیا ہے۔

صبح، رائیونڈ کے قریب ایک خالی گودام میں مشکوک سرگرمیاں رپورٹ ہوئیں۔
عمران، صفدر اور کیپٹن شکیل موقع پر پہنچے۔
گودام کے دروازے پر ایک لاری کھڑی تھی،
جس پر لکھا تھا:
جلد ہی کھول رہے ہیں...... زاویانہ سویٹس!
شکیل نے حیرت سے کہا: یہ کیا؟
دشمن اب مٹھائی کی دکان بھی کھول رہا ہے؟
عمران بولا: دشمن میٹھا ہو یا کھٹا،
جب پکڑا جائے تو چبا لیا جائے!
انہوں نے لاری کے دروازے کھولے۔ اندھیرا تھا۔
ایک دھیمی آواز گونجی:
ہیومن ڈیٹیکٹڈ۔ اکٹیویٹنگ مشن۔
پھر وہ نظر آیا......
روبوٹ Z-34۔ چھ فٹ لمبا، سیاہ دھاتی جسم، آنکھوں میں سرخ لیزر، سینے پر زاویانہ کا نشان۔
عمران نے کہا، ارے...... یہ تو فلموں والا ولن لگ رہا ہے۔
روبوٹ کی آواز گونجی:

Target: Imran. Terminate with sarcasm shield."

"واہ بھئی! طنز سے بچنے والا روبوٹ؟
تو مزاح کی تلوار سے لڑیں گے!
روبوٹ نے آگے بڑھ کر لیزر فائر کیا۔

عمران نے قلابازی کھائی اور بانسری بجانی شروع کی۔

بانسری سے نکلنے والی مخصوص آواز پر روبوٹ رُک گیا......

جھٹکے میں جیسے رُوٹین بریک ہوگئی ہو۔

صفدر چلایا:

کیا بانسری کا اثر ہو رہا ہے؟

ہاں......اس روبوٹ کو زاویانہ نے تربیت دی ہے پر موسیقی نہیں سنوائی!

عمران نے بانسری بجاتے بجاتے ایک خاص دُھن چھیڑی۔

یہ دُھن اُس نے کبھی گملے سلانے کے لیے بنائی تھی۔

روبوٹ کے سینے پر روشنی جھپکنے لگی۔

"System overload… Logic conflict… Music detected… Error!"

اگلے لمحے عمران نے بانسری سے نکلا چھوٹا بم روبوٹ کے سینے میں لگا دیا۔

بووووم!!

دھماکہ ہوا۔روبوٹ کے پرخچے اڑ گئے......اور اندر سے

ایک عجیب پرچہ نکلا۔

عمران نے اسے پڑھا:

اگلا ہدف: وزیراعظم کا غیر ملکی خطاب۔مقام: دبئی، وقت: ۴۸ گھنٹے بعد۔زاویانہ ٹیک-اوورآپریشن آغاز کے قریب ہے۔

صفدر نے کہا، یہ تو عالمی سازش ہے!

عمران نے گہری سانس لی:

یہ اب کھیل نہیں رہا...... یہ جنگ ہے۔

اور جنگ ہارنے کا ہمیں حق نہیں!

عمران جب کوٹھی واپس آیا،

تو سلیمان چائے کے ساتھ پراٹھے لے کر آیا۔

صاحب، سنا ہے آپ نے روبوٹ اُڑا دیا؟

ہاں، اور اب زاویانہ کو لگے گا جیسے کسی گملے نے اسے جوتا مار دیا ہو!

سلیمان نے آہستہ کہا:

صاحب، میرے کزن نے بتایا ہے کہ زاویانہ نے ایک ڈبل ایجنٹ پاکستان میں بھیجا ہے......

وہ کسی بڑے وزیر کے روپ میں ہے۔
عمران کی آنکھیں تیز ہو گئیں۔
سلیمان......تم نے کچھ چھپایا ہو، تو یاد رکھو......میرے بانسری میں اب زہر بھی ہے!
سلیمان کے چہرے پر عجیب سی گھبراہٹ چھا گئی......

بارش رک چکی تھی، لیکن عمران کے دماغ میں خیالات کی بارش شروع ہو چکی تھی۔
زاویانہ کا روبوٹ تباہ ہو چکا تھا،
مگر اب ایک نیا اشارہ مل رہا تھا:
ڈبل ایجنٹ پاکشیا کی حکومت میں موجود ہے۔
اسی دوران، عمران نے سلیمان کو گم سم پایا۔
سلیمان......تم نے جو کہا،
وہ سچ تھا یا کوئی دہی کی خوشبو کا اثر؟
سلیمان نے آہستہ سر ہلایا، صاحب......قہوہ خانہ
یارِ من میں کل رات ایک خفیہ ملاقات ہوئی تھی......
وہاں ایک پاکشیائی وزیر اور ایک زاویانہ ایجنٹ چائے پر ملے۔

واہ! چائے کے بہانے چالیں؟ اچھا ہے!

عمران، کیپٹن صفدر، اور کیپٹن شکیل کے ساتھ پہلی بار ان کے ساتھ شامل ہوئی میجر رمشاء خان چہرے پر سختی، آواز میں بجلی، اور رفتار میں خطرہ۔
مسٹر عمران، میرے طریقے براہِ راست ہوتے ہیں۔ مجھے تمہارے لطیفوں سے الرجی ہے۔
اوہ؟ تو آپ کا علاج لطیفوں سے ہی ممکن ہے! عمران ہنسا۔
رمشاء نے غصے سے دیکھا۔ شکیل نے آہستہ کہا، آپ دونوں کو ساتھ دیکھ کر دشمن تو دور، ہم بھی ڈرنے لگے ہیں۔

قہوہ خانہ 'یارِ من' میں خاموشی تھی۔
عمران نے خفیہ لباس پہنا،

پروفیسر پطرس انصاری بھی ساتھ آیا ہوا تھا۔
ہاتھ میں ایک عجیب آلہ موجود تھا۔
یہ آلہ زمین کے نیچے کی دھڑکن سن لیتا ہے! پروفیسر نے فخر سے کہا۔
اوہ، دل کا ڈاکٹر بنا لیا خود کو؟
عمران نے چوٹ کی۔
اندر جاتے ہی، چائے والے یوسف نے اپنی مخصوص اردو میں کہا:

یوسف چائے والا قہوہ خانے کا مالک، پرانی اردو بولتا ہے،
جو کہ شاید دشمن کی حرکتوں کا راز جانتا ہے۔ بلکہ بہت کچھ جانتا ہے۔

حضور! محفل میں قہوہ پی جائے،
مگر راز کی بات نہ کہی جائے۔
عمران مسکرایا:
ہم راز خریدنے آئے ہیں،
قہوہ مفت میں دے دینا۔

پروفیسر پطرس انصاری سائنسدان اور تکنیکی ماہر، روبوٹک کوڈنگ اور زہریلے مرکبات کے ماہر۔ تھوڑے کھسکے ہوئے لیکن کام کے۔
چائے کے فرش پر پروفیسر پطرس نے آلہ رکھا۔
چند لمحوں بعد اس نے اشارہ کیا:
یہاں زمین کھوکھلی ہے۔ کچھ نیچے ہے۔
عمران نے قالین ہٹایا، نیچے لوہے کی ایک ڈھکن۔ جب کھولی گئی تو ایک سیڑھی دکھائی دی۔ اندھیری، ٹھنڈی، اور رازوں سے بھرپور۔
نیچے کافی تاریکی نظر آ رہی تھی۔
سیڑھیاں نیچے جا رہی تھیں......
عمران نے اترتے وقت کہا:
دوستو! نیچے اگر زاویانہ کی دعوت ہو......
تو میں صرف دہی بڑے کھاؤں گا!

نیچے ایک خفیہ کمرہ تھا۔ دیواروں پر زاویانہ کے نقشے،
بموں کی تصاویر، اور ایک تصویر۔
پاکستانی وزیر خزانہ کی، جس کے نیچے لکھا تھا:

کوڈ نیم: وزیر زیڈ۔

رمشاء نے فوراً کہا:

یہی ہے ڈبل ایجنٹ۔

میجر رمشاء خان سابق کمانڈو، اب انٹیلیجنس آفیسر، سخت مزاج، مگر عمران کے ساتھ ذہنی چالوں میں برابر مقابلے کی تھی۔

عمران نے غور سے دیکھا۔ وزیر زیڈ......

مطلب ہمارے اپنے نظام میں دیمک؟

تبھی کمرے کے ایک کونے میں سایہ حرکت میں آیا۔

ایک خاتون، سیاہ نقاب میں، خنجر ہاتھ میں......

ایجنٹ بلیئر! رمشاء نے للکارا۔

ایجنٹ بلیئر ہنسی۔

تم سب بہت لیٹ ہو چکی ہو۔

پلان ایکٹیویٹ ہو چکا ہے!

پھڑاک!!

کمرہ ہل گیا۔

دھماکہ نہیں ہوا،

بلکہ ایک زہریلا گیس چالو ہو چکا تھا۔

عمران نے فوراً بانسری بجائی۔

خاص دُھن جو پروفیسر کی بنائی ہوئی ماسک فِلٹر چالو کرتی تھی۔

اب تم بھی موسیقی سے مرعوب ہو جاؤ،

بلیئر بی بی! عمران نے کہا۔

ایجنٹ بلیئر زاویانہ کی چالاک خفیہ جاسوسہ،

بھیس بدلنے کی ماہر۔

ہر بار نیا روپ، ہر بار نئی چال

رمشاء نے کود کر بلیئر کو قابو میں کیا،

شکیل نے فائلیں اٹھائیں،

اور سب اوپر کی طرف بھاگے۔

باہر آ کر یوسف چائے والا مسکرایا:
حضور! قہوہ تو کڑوا ہی تھا،
پر راز میٹھا نکل آیا نا؟
عمران نے ہنستے ہوئے کہا:
تم جیسے چائے والوں کی وجہ سے ہی دشمن پھسلتے ہیں!

رات کے بارہ بج چکے تھے۔ لاہور کی فضا میں خنکی تھی،
لیکن عمران کے دماغ میں آگ لگی ہوئی تھی۔
قہوہ خانے کے نیچے سے ملنے والی فائلیں صاف بتا رہی تھیں،
کہ وزیرِ خزانہ ہی کوڈ نیم وزیر زیڈ تھا۔
ایک ڈبل ایجنٹ، جو پاکستان کی اقتصادی معلومات زاویانہ کو بھیج رہا تھا۔
لیکن ایک راز ابھی باقی تھا......
زاویانہ کی سازشی فیکٹری کا۔

کوٹھی نمبر ۴۷ میں عمران اور ٹیم ہنگامی میٹنگ کر رہے تھے۔
پروفیسر پطرس نے فائل کھولی،
اس پر "Z-Mind Project" لکھا تھا۔
یہ کیا ہے پروفیسر؟ میجر رمشاء نے پوچھا۔
یہ زاویانہ کی خفیہ تجربہ گاہ ہے جہاں وہ انسانی دماغ کو کنٹرول کرنے والے چپس بناتے ہیں......
کیپٹن شکیل نے حیرت سے کہا،
یعنی روبوٹ نہیں......انسان روبوٹ؟
عمران بولا، تو دشمن ہمیں ٹماٹر نہیں،
سوچنے والے کدو بنانا چاہتا ہے؟
صفدر نے کہا، اطلاعات کے مطابق یہ فیکٹری ایک پرانے پاگل خانے کے نیچے بنائی گئی ہے......
پروفیسر نے کہا، یہ تجربہ گاہ لاہور سے باہر،
ہنزہ کی پہاڑیوں میں کہیں چھپی ہوئی ہے۔

اگلی صبح، عمران، رمشاء، شکیل، صفدر اور پروفیسر پطرس ایک خفیہ ہیلی کاپٹر میں ہنزہ کے لیے روانہ ہوئے۔

ہیلی میں زویا بھی آ گئی۔

تم یہاں؟ عمران چونکا۔

میں......بس......آپ کی حفاظت کے لیے! زویا بولی، اور خاموش ہو گئی۔

رمشاء نے عمران سے مدھم آواز میں گفتگو کی:

یہ بچی...... ہر جگہ کیوں موجود ہوتی ہے؟

کیا یہ بھی کسی مشن کا حصہ ہے؟

عمران نے کہا، یا تو یہ مستقبل کی وزیر اعظم ہے...... یا دشمن کی بھتیجی!

ہنزہ کی پہاڑیوں میں ایک سنسان جگہ پر پرانا پاگل خانہ کھنڈر کی شکل میں موجود تھا۔

دیواروں پر پرانے لکھے جملے:

ہم سب آزاد ہیں......لیکن صرف اپنے دماغ سے قید!

اندر گھستے ہی پروفیسر نے آلہ نکالا، اور کہا:

نیچے سے سگنلز آ رہے ہیں......

بہت طاقتور دماغی فریکوئنسیز!

سیڑھیاں نیچے جاتی تھیں۔

اندھیرے، نمی، اور خاموشی کے درمیان وہ نیچے اترتے گئے۔

نیچے کا منظر چونکا دینے والا تھا۔

ایک جدید لیب، سفید یونیفارم میں لوگ، کانوں میں چپ، دماغوں پر کیبلز۔ سب خاموش، جیسے سوچنے کے قابل نہیں رہے۔

پھر ایک کرسی پر بیٹھا ملا......

وزیر خزانہ، عرف وزیر زیڈ!

آنکھیں بند، دماغ پر چپ لگا ہوا،

منہ میں زاویانہ کا نغمہ بڑبڑا رہا تھا۔

رمشاء نے کہا، یہ تو لگتا ہے خود بھی ایک آلہ بن چکا ہے!

تبھی ایک بھاری آواز گونجی:

خوش آمدید، پاکستانی دماغوں کے دشمنو!

دروازے سے داخل ہوا......
جنرل کراکس زاویانہ کی خفیہ فوج کا سربراہ۔فولادی ہاتھ، برفیلی آنکھیں، اور چہرے پر ایسا سکون جیسے ابھی پورا ملک خریدنے والا ہو۔
زاویانہ کی خفیہ فوج کا کمانڈر۔
سرد دل، فولادی ہاتھ، عمران کو ذاتی دشمن مانتا ہے۔
تم نے بہت گڑبڑ کی عمران۔
اب تمہارا دماغ بھی ہمارا ہوگا۔
عمران نے مسکرا کر کہا:
میرا دماغ اگر تمہارے پاس گیا تو تم لوگ خود مر جاؤ گے۔
میں سوتے میں بھی مذاق کرتا ہوں!

پھڑاک!

لڑائی شروع ہوگئی۔
کراکس نے فائر کیا، شکیل نے بم پھینکا،
رمشاء نے کراکس کو پچھاڑنے کی کوشش کی،
اور پروفیسر نے دماغی فریکوئنسی بلاک کرنے والا "Noise Bomb" چالو کیا۔

عمران نے بانسری نکالی، مخصوص دھن بجائی۔ لیب کی لائٹس جھپکنے لگیں،
چپ زدہ لوگ ہوش میں آنے لگے۔
یہ کیا ہو رہا ہے؟ ایک تکنیشن نے سر پکڑا۔
پروفیسر پکارا:
بانسری کی دھن ان کے چپس کی فریکوئنسی سے ٹکرا گئی ہے!
عمران نے ایک جمپ لگا کر کراکس کو مکا مارا،
جو سیدھا ایک مشین پر جا لگا۔
چنگھاڑ سنائی دی، چپس پھٹنے لگے، اور فیکٹری ہلنے لگی۔
جنرل کراکس نے بم کا ریموٹ نکالا۔
اگر میں ہارا، تو سب کو ساتھ لے کر مروں گا!
تبھی زویا آگے بڑھی، تیز چال میں ریموٹ چھینا، اور کراکس کے منہ پر جھانپڑ مارا!
سب حیران!
عمران نے چیخا:

زویا! تم......؟

زویا بولی:

میں پاکستانی خفیہ ادارے کی 'کڈ ایجنسی' کی ٹریننگ یافتہ ہوں۔

میرے ماں باپ کو زاویانہ نے مارا تھا۔

یہ میری ذاتی جنگ ہے۔

سناٹا چھا گیا......پھر اچانک تالیوں کی آواز......سنائی دی۔۔۔۔عمران نے کہا:

بہت خوب! اب تم ہمارے لیے صرف بچی نہیں،

ایک ہیرو ہو!

کچھ ہی لمحوں میں کراکس گرفتار، وزیر زیڈ بحال، لیب کو تباہ کر دیا گیا، اور عمران کی بانسری کا ایک اور کارنامہ مکمل ہوا۔

کوٹھی نمبر ۴۷ واپس آکر عمران گملوں سے مخاطب تھا:

دیکھا دوستو......تم لوگ خاموش ہو، مگر میں جانتا ہوں تم سب میرے ساتھ ہو!

سلیمان نے کچن سے آواز دی، صاحب، آج خوشی میں زعفرانی کھیر بنا دوں؟

عمران نے کہا، صرف ایک شرط پر......

اس میں زاویانہ کی چینی نہ ڈالنا!

اسلام آباد کے آسمان پر چھائے کالے بادل جیسے کسی بڑے خطرے کی خبر دے رہے تھے۔

ملک بھر میں افواہیں تھیں کہ زاویانہ کی جانب سے آپریشن فلائنگ ڈیتھ یعنی ہوائی حملہ کسی بھی وقت ہو سکتا ہے۔

وزیرِ اعظم، وزیرِ خارجہ، اور سراغرسانی ڈیپارٹمنٹ سب الرٹ پر تھے۔

لیکن ایک خبر نے سب کو چونکا دیا:

سیریس بریکنگ نیوز: عمران، جو ملک کا سب سے بڑا خفیہ ایجنٹ ہے،

ایک ہفتے میں شادی کرنے جا رہا ہے!

ٹی وی پر تصویریں:

عمران، سفید شلوار قمیض میں، گملوں کے بیچ ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ......

اور ساتھ ایک پردہ نشین لڑکی کی دھندلی سی تصویر!

فیاض سپرنٹنڈنٹ نے ڈیسک پر ہاتھ مارا:

یہ کیا مذاق ہے؟ شادی؟ اس وقت؟

کیپٹن صفدر نے ہنستے ہوئے کہا:
ہوسکتا ہے یہ بھی دشمن کو چکر دینے کا پلان ہو!
عین اُس وقت، عمران خود داخل ہوا۔
جیب میں لال گلاب، ہاتھ میں ایک دعوت نامہ، جس پر لکھا تھا:
دعوتِ ولیمہ عمران اور 'مس کانسپر یسی' کی شادی
فیاض چڑ گیا:
یہ مس کانسپر یسی کون ہے؟
عمران نے سنجیدگی سے کہا،
وہی جس نے میری زندگی کو سازش بنا دیا......
رمشاء خان پیچھے سے بولی:
عمران! یہ شادی کا ڈرامہ ہے نا؟ اصل پلان بتاؤ!
عمران نے دھیرے سے کہا:
ہاں......لیکن اس بار ڈرامہ بھی اصلی ہے!

دوسری طرف، زاویانہ میں جنرل کراکس کے نائب ایجنٹ سلیٹ نے ایک خفیہ ہوائی جہاز تیار کر رکھا تھا۔
ایک ایسا ڈرون بردار بمبار جو پاکستان کے پانچ شہروں کو نشانہ بنا سکتا تھا۔
کوڈ نام تھا: — "Death Dove" موت کا کبوتر!
جنرل کراکس جیل میں تھا،
لیکن اس کا منصوبہ زندہ تھا۔
زاویانہ کی ایجنٹ بلیئر دوبارہ منظر پر آ چکی تھی،
اور اس بار وہ بھیس میں خود کو 'دلہن' ظاہر کرنے والی تھی،
تاکہ عمران کی شادی کے موقع پر بمبار طیارے کو لاہور سے لانچ کیا جا سکے!

کوٹھی نمبر ۴۷ پر شادی کی تیاریاں جاری تھیں۔
سلیمان خوشی سے ناچ رہا تھا۔

صاحب کی شادی! میں تو حلوہ پوری تیار کر رہا ہوں!
گملے سج چکے تھے۔ قہوہ خانے کا یوسف بھی مدعو تھا۔
پروفیسر پطرس نے ایک چھوٹا سا آلہ عمران کی گھڑی میں نصب کیا:
یہ آلہ شادی کے عین وقت دشمن کے سگنلز جام کرے گا۔
اور دلہن کی اصلیت بھی بتا دے گا۔
رمشاء نے دل میں کہا:
اگر دلہن واقعی دشمن نکلی......
تو پھر میرا گلہ گھونٹ دینا عمران!

شادی کی تقریب شروع ہوئی۔ دلہا عمران سفید شیروانی، سنہری پگڑی، اور جیب میں بانسری۔
دلہن گھونگھٹ میں......نہایت خاموش، پرسکون۔
مولوی صاحب نے نکاح پڑھانا شروع کیا۔
قبول ہے؟
قبول ہے! عمران بولا۔

قبول ہے؟
گھونگھٹ کے پیچھے سے نسوانی آواز آئی: قبول ہے۔
لیکن گھڑی نے سگنل پکڑا......لال روشنی جل اٹھی۔
پروفیسر نے چیخا:
گھونگھٹ میں دشمن ہے! وہ ایجنٹ بلیئر ہے!
لیکن یہ تو گرفتار ہو چکی تھی؟
اچھا تو فرار ہونے کے بعد تم دلہن بن کر واپس آئی ہو؟ فیاض نے کہا۔
دلہن نے چھری نکالی اور عمران پر جھپٹی،
مگر عمران نے بانسری بجائی آواز نکلی:
بریک اپ رِدھم!
بلیئر کی حرکت رک گئی،
اس کا وار خطا گیا۔
جھٹکے سے زمین پر گری،

اور اگلے ہی لمحے رمشاء نے ہتھکڑی ڈال دی۔

شادی ملتوی، پر گرفتاری پکی! رمشاء نے مسکرا کر کہا۔

اتنے میں اسکائی لائن پر نظر آئی ایک کالا طیارہ "Death Dove"۔

عمران نے فوراً ریڈیو نکالا، فیاض کو اطلاع دی، اور کہا:

پلان بی ایکٹو کرو! بلڈنگ نمبر ۹ کی چھت سے انٹرسیپٹر لانچ کرو!

بلڈنگ ۹ کی چھت پر، پروفیسر پطرس نے تیار رکھا تھا ایک لیزر شکن آلہ جو زاویانہ کے جہاز کو ست کر سکتا تھا۔

شکیل نے میزائل لانچر آن کیا، صفدر نے ہدف فکس کیا......اور

بوووووم!!!

طیارہ فضا میں تباہ! دشمن کا منصوبہ ناکام!

رمشاء نے ہنس کر عمران سے کہا:

اور تمہاری شادی بھی!

عمران بولا:

نہیں......میری شادی تو پکی ہے گملوں سے!

رات گئے، عمران کوٹھی میں اکیلا بیٹھا تھا، گملوں کو قہوہ پلا رہا تھا۔

تم ہی میری اصل بیوی ہو۔

خاموش، وفادار اور کبھی اعتراض نہ کرنے والی!

سلیمان نے کہا،

صاحب، اب اگلا خطرہ کیا ہے؟

عمران نے کہا،

زاویانہ اب چپ نہیں بیٹھے گا......

اگلا حملہ دل سے ہوگا...... بلکہ دلوں پر ہوگا!

صاحب آخر یہ زاویانہ ملک ہم سے چاہتا کیا ہے؟

پتہ نہیں کافرستان کا اثر ہوا ہے اس ملک پر شائد۔

اسلام آباد کی شام قدرے نرم تھی۔ سرخ آسمان تلے کوٹھی نمبر ۴۷ کی چھت پر عمران بانسری کی مدھم دھن بجا رہا تھا۔
لیکن دل کہیں اور تھا......
شاید ان فائلوں میں جن میں لکھا تھا:
“Z-Love Project: ایک ڈیجیٹل ایپ جو پاکستانی نوجوانوں کو ذہنی طور پر متاثر کر کے ریاست کے خلاف کر دے گی!”
جی ہاں، زاویانہ نے اب نیا ہتھیار متعارف کرایا تھا ...... Z-Love ایک رومانس اور دوستی کی ایپ،
جسے استعمال کرتے ہوئے محبت کی آڑ میں نوجوانوں کے دماغوں میں زہریلا نظریہ داخل کیا جا رہا تھا۔
فیاض نے غصے سے کہا:
پہلے بم، پھر روبوٹ، اب ٹک ٹا کی محبت؟
یہ دشمن ہمیں بے وقوف سمجھتا ہے!
رمشاء خان بولی:
محبت سے زیادہ خطرناک ہتھیار کوئی نہیں، سر۔
عمران نے آہستہ سے کہا:
کبھی کبھی دشمن کے پاس گلاب ہوتا ہے......
مگر اُس کے نیچے کانٹے زاویانہ کے بنائے ہوئے ہوتے ہیں۔

زبان زدِ عام تھی کہ Z-Love ایپ پر ایک خاص آئی ڈی تھی:
DreamAgent_Z
جس کے نام پر نوجوان لڑکیاں پاگل تھیں......
اور کچھ لڑکے بھی۔
جب سراغ رسانی ٹیم نے اس آئی ڈی کا سراغ لگایا، تو حیران کن بات سامنے آئی
DreamAgent_Z کی تصویر عمران کی تھی
فیاض:
یہ کیا؟ دشمن تمہاری تصویر کیوں استعمال کر رہا ہے؟
صفدر:
کہیں تم نے خود...؟
عمران نے قہقہہ لگایا:
او بھائی! میں تو گملوں سے عشق میں مصروف ہوں، انٹرنیٹ پر رومانس کب کیا؟
اور بھلا کیوں کروں گا؟

میرے پاس اتنا وقت ہے؟

پروفیسر پطرس بولا:

ایپ ایک خاص طریقے سے بنی ہے، جو انسانی چہروں کو نقل کاپی کرتی ہے۔

دشمن نے عمران کا چہرہ استعمال کر کے لاکھوں

نوجوانوں کو متاثر کر لیا ہے۔

رمشاء نے نرمی سے پوچھا:

تو عمران......اب تم کیا کرو گے؟

عمران نے کہا:

محبت کے ہتھیار کا جواب......

صرف محبت سے دیا جا سکتا ہے۔

عمران نے ایک نیا خفیہ منصوبہ بنایا:

خود ہی Z-Love پر آئی ڈی بنائی

نام رکھا: NoMoreLoveButTruth

اور ایک جعلی ڈیٹ سیٹ کی دشمن کی "Agent Rosha سے۔

رمشاء نے اسے مشورہ دیا:

احتیاط سے چلنا عمران......

یہ دشمن کی محبت مشین ہے!

عمران:

محبت ہو یا مشین......

میرا دماغ ابھی بھی اصلی ہے!

ڈیٹ کی جگہ تھی: مارگلہ ہلز کا کمرشل کیفے

جہاں نوجوان جوڑے کھانے کے ساتھ ساتھ خیالات بھی بدل رہے تھے زاویانہ کے مطابق۔

عمران نے چشمہ، جینز، اور ایک پاپ کارن کا تھیلا لیا......اور جا بیٹھا مخصوص میز پر۔

چند لمحوں بعد ایک لڑکی آئی......

سنہرے بال، نیلی آنکھیں، سنجیدہ چہرہ۔

میں ہوں......"Agent Rosha."

"اور میں ہوں، "Popcorn Lover But Spy." عمران نے جواب دیا۔

دونوں بیٹھ گئے۔

Rosha بولی:

تم نے مجھے چیلنج کیا...... کیوں؟

عمران:

کیونکہ تم جھوٹ بول کر لوگوں کو محبت میں پھنسا رہی ہو۔

Rosha:

"اور تم؟ تم نے کتنی بار سچ بول کر دل توڑے ہیں؟

عمران:

میں دل توڑتا نہیں......

لیکن دشمن کی چالیں ضرور توڑتا ہوں!

Rosha نے ایک بٹن دبایا۔۔۔۔ پورا کیفے زاویانہ ایپ سرور سے منسلک ہو گیا۔

سب نوجوانوں کے موبائل ایک ہی دھن بجا رہے تھے نفرت کا پیغام۔

لیکن عمران نے فوراً بانسری بجا دی۔

ایک نئی دھن...... جو لوو ویلینتھ میں تھی،

ایپ کی فریکوئنسی کو بلاک کر دیتی تھی۔

سب نوجوان ایک دم چونکے......

موبائل اسکرین پر لکھا آیا:

تم پیار کے نام پر استعمال ہو رہے تھے۔ جاگو!

Rosha نے ہتھیار نکالا، لیکن رمشاء اور شکیل پہلے ہی گھات لگائے بیٹھے تھے۔

Rosha کو گرفتار کیا گیا...... اور سرور پھاڑ دیا گیا۔

واپسی پر، رمشاء عمران سے بولی:

تم نے محبت کے ہتھیار سے دشمن کو ہرا دیا......

مگر کیا تمہیں کبھی محبت ہوئی؟

عمران ہنس دیا:

میں نے بس ایک بار محبت کی تھی......

اُس سے جو ہر وقت خاموش رہتی تھی، گول، گول، مٹی سے بھری ہوئی۔
گملہ؟ رمشاء چونکی۔
جی! اور وہ کبھی شکایت نہیں کرتی۔
رمشاء مسکرائی، لیکن اندر کچھ اور چل رہا تھا......

کوٹھی پر عمران نے گملوں سے کہا:
تم میری اصل محبت ہو......بس اگر تم میں سے کوئی رمشاء میں تبدیل ہو جائے تو مسئلہ حل ہو جائے!
سلیمان نے قہقہہ لگایا:
صاحب، اگلا مشن شاید آپ کے دل کا ہوگا!

رات کے پچھلے پہر کوٹھی نمبر ۴۷ میں چراغ مدھم جل رہے تھے۔
عمران چھت پر بیٹھا تھا، ہاتھ میں بانسری، آنکھوں میں تناؤ۔
ساری دنیا کو ہنسانے والا آج خود گمبھیر تھا۔
زاویانہ کا آخری منصوبہ سامنے آ چکا تھا:

آپریشن بلیک بلیڈ۔۔۔دشمن نے پاکستان کی ۱۵ اہم شخصیات کو برین چپ لگا کر کنٹرول کرنا شروع کر دیا تھا۔
ان میں ایک تھا......وزیرِ اعظم!
پروفیسر پطرس نے دماغی فریکوئنسی ٹریس کی، اور کہا:
اگر ہم 48 گھنٹوں میں زاویانہ کی 'مین کنٹرول ڈیوائس' تباہ نہ کر سکے،
تو پورا ملک ان پانچ برین چپس کی بدولت دشمن کا غلام بن جائے گا۔
رمشاء نے آہستہ کہا:
اور عمران؟ تم......کیا واقعی دل سے لڑنے کو تیار ہو؟
عمران نے بانسری جیب میں رکھی اور بولا:
اس بار صرف دماغ نہیں، دل بھی جنگ کرے گا......
زاویانہ کی کنٹرول فیکٹری زیرِ زمین،
تبت بارڈر کے قریب ایک بند فوجی اسٹیشن میں چھپی ہوئی تھی،
جو کبھی اقوامِ متحدہ کی ریسرچ لیب تھی۔

عمران، رمشاء، صفدر، شکیل، اور پطرس نے ایک خفیہ ٹرین میں سفر کیا۔
جس میں اسلحہ نہیں، صرف علم، دُھن اور عزم تھا۔
وہ سب مختلف بھیسیوں میں سفر کر رہے تھے۔
زویا (بچی ایجنٹ) بھی آخری مشن پر آئی۔
اُس نے عمران سے کہا:
اگر آپ آج جیت گئے تو میں گملے نہیں،
تمہیں پھول دوں گی!
عمران نے مسکرا کر کہا:
اگر ہار گیا تو مجھے دفنانے کے لیے گملے ہی کافی ہیں جو میرے پاس موجود ہے۔
فیکٹری کے باہر ایک خوفناک مشین کھڑی تھی۔
ایک آٹو کنٹرولڈ سیٹلائٹ برج،
جو پورے پاکشیا میں سگنل بھیج رہا تھا۔
اندر، جنرل کراکس کا نائب ایجنٹ سلیٹ موجود تھا۔
ہاتھ میں ریموٹ، اور آواز میں زہر: بھرا ہوا تھا۔
آج سے پاکشیا صرف ایک جملہ بولے گا:
زاویانہ زندہ باد!
عمران نے چھلانگ ماری، بانسری نکالی،
اور نئی دھن بجائی جس کا نام تھا:
آخری نغمہ، آزادی کا!
عمران نے سسٹم میں خلل ڈالا۔
فیکٹری کی مشینیں چلّا اٹھیں۔
رمشاء، صفدر اور شکیل نے اندر گھس کر وائرنگ کاٹ دی۔
پروفیسر پطرس نے کنٹرول فریکوئنسی پر آخری سگنل بھیجا:
ری سیٹ...... پاکشیا از فری!
ایجنٹ سلیٹ نے بم کا بٹن دبایا، مگر کچھ نہ ہوا۔ زویا نے پہلے ہی ریموٹ میں پانی ڈال دیا تھا۔
ہم بچے اب دشمن سے نہیں ڈرتے! زویا نے کہا۔
ایجنٹ سلیٹ کو گرفتار کر لیا گیا۔
اسلام آباد میں وزیرِ اعظم یہ خبر سن کر بہت زیادہ خوش تھے،
کہ زاویانہ کا نیٹ ورک تباہ ہوا،
اور پاکستان ایک بار پھر دشمن کی ذہنی غلامی سے آزاد ہو گیا۔
کوٹھی ۴۷ پر جشن تھا،
گملے بھی دھوئے جا چکے تھے۔

رمشاء نے عمران سے پوچھا:
اب تم آزاد ہو......عمران۔۔
کیا واقعی اب تم کسی سے محبت کر سکتے ہو؟
عمران نے آہستہ سے بانسری اس کے ہاتھ میں دی:
جب یہ بانسری تم بجالو گی......
سمجھ لینا، تم جیت گئی ہو۔
رمشاء نے دُھن چھیڑی پہلی بار!
عمران نے کہا:
تو پھر......اب میں ان گملوں سے اجازت لے کر پودوں کو اپنانے آیا ہوں۔
تم پاگل ہو عمران رمشا غصے سے لال پیلی تھی۔
فیاض نے تالیاں بجائیں،
شکیل نے ہار پھینکا،
اور صفدر نے زور سے قہقہہ لگایا۔
سیلمان نے کہا:
صاحب! اب تو واقعی ولیمہ کرنا ہی پڑے گا!

ختم شد